REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۔۔۔ ۲۱
شمارہ ۔۔۔ ۳۳

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالک غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

ایڈیٹر :۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :۔
خورشید احمد انور

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ ظہور (اگست)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق لندن کی معرفت آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضور ان دنوں ایبٹ آباد میں ہی تشریف فرما ہیں۔ احباب التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۵ ظہور (اگست)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال مورخہ ۱۲ ظہور کو تقریباً دو بجے تربیتی دورہ سے واپس بخیریت قادیان تشریف لے آئے الحمد للہ۔ درویشانِ کرام نے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کی معیت میں آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔

★ ۔۔۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ قادیان اور اس کے مضافات میں بارش نہ ہونے کے سبب تاحال خشک سالی کا غلبہ ہے احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

قادیان ۱۵ اگست۔ یومِ آزادی کی سلور جوبلی کی تقریب شاندار طریق سے منائی گئی۔ تفصیلی رپورٹ دوسری جگہ دیکھئے۔

۷ رجب ۱۳۹۲ ہجری ۔ ۱۷ ظہور ۱۳۵۱ ہجری شمسی ۔ ۱۷ اگست ۱۹۷۲ء

تمام ادیان میں اسلام کی عالمگیر امتیازی شان

اِس زمانہ میں تحریکِ احمدیت نے اسے زندہ کیا ہے

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل

قرآن مجید نے توحید باری تعالیٰ کی روشنی میں یہ اعلان فرمایا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں اُن سب رسولوں کا مشترکہ مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو توحید کی طرف توجہ دلائیں اور شرک سے روکیں۔

قرآن مجید نے ہر ملک اور ہر قوم میں نبیوں کی بعثت کو تسلیم کرکے وحدتِ ذاتِ خالق اور وحدتِ اقوامِ عالم کی بنیاد رکھ دی۔ سیدنا حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا عالمگیر رسول ہونا، ساری قوموں، ساری نسلوں اور سارے زمانوں کے لئے رسول ہونا اسی کی تکمیل ہے۔

اِسلام کا یہ عقیدہ اور یہ نظریہ قوموں اور مذاہب میں ایسی رواداری پیدا کرتا ہے اور ایسی اتحاد کی اساس قائم کرتا ہے جس کی مثال موجود نہیں۔ درحقیقت اس اساس کے بغیر دُنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ یہ اسلام کی ایسی امتیازی شان ہے جو اسے تمام دینوں پر فوقیت دے دیتی ہے۔ قرآن کریم کی اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ مسلمان ساری قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو بنیادی طور پر منجانب اللہ مانتے ہیں اور دل سے اُن کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ اسی لئے مسلمان پیشوایانِ مذاہب میں سے کسی کی شان میں نازیبا کلمہ استعمال نہیں کرسکتے۔

قرونِ وسطیٰ میں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دُوری کا ایک نتیجہ یہ پیدا ہوگیا تھا کہ مسلمانوں کے کچھ طبقے مذہبی تعصب کے غلط راستے پر گامزن ہوگئے اور وہ دوسرے مذاہب کے انبیاء کے متعلق اسلام کی عمومی تعلیم کو نظر انداز کرنے لگ گئے۔ وہ ان نبیوں کو تو مانتے اور اُن کا احترام کرتے تھے جن کا ذکر قرآن مجید نے نام لے کر کیا ہے لیکن قرآن پاک کی اس اصولی تعلیم سے کہ ہر قوم میں خدا کے سچے رسول آئے ہیں بے بہرہ ہوگئے تھے۔ جس کے نتیجہ میں اسلام کی عالمگیر تبلیغ کا راستہ مسدود ہونے لگا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کے ذریعہ سے قرآن مجید کی اس عالمگیر امن والی تعلیم کو تازہ و شائع فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر قوم اور ہر ملک میں سچے پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کی عزت کریں اور ان کا نام ادب سے لیں۔ اس زمانہ میں احمدیت کے ذریعہ ہی اس قرآنی تعلیم کا احیاء ہوا ہے۔ دیکھئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کس محبت و پیار اور برہان سے اس قرآنی تعلیم کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں۔ اور خدا تعالےٰ نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت و عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی وہ اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کے سوانح اس تعریف کے نیچے آتی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"

(تحفۂ قیصریہ صفحہ ۶-۷)

(باقی دیکھئے صلا پر)

احمدیہ صوبائی کانفرنس کشمیر

مورخہ ۲۶ و ۲۷ اگست بروز سنیچر وار و اتوار

جیسا کہ احباب کو علم ہوگیا ہوگا کہ امسال احمدیہ صوبائی کانفرنس کا انعقاد مورخہ ۲۶ و ۲۷ اگست بروز سنیچر وار و اتوار احاطہ مسجد احمدیہ سری نگر میں ہوگا۔ سنیچر وار کو پانچ بجے کے بعد اس مبارک کانفرنس کا افتتاح ہوگا۔ اسی رات لنگر کا بھی اجراء ہوگا۔ سوموار کی صبح کو معزز مہمان بعد فراغت جائے بخیر و خوبی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے۔ حسب اعلان کانفرنس کے بعد لوکل اجلاسات ہوں گے۔

جیسا کہ یہ بھی اعلان ہوچکا ہے کہ یہ موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور ہزاروں سیاح بغرض سیر و تفریح وادی میں آتے ہیں۔ اس لئے بیرونِ کشمیر کے احباب بھی جلسے کے فیض و برکات سے مستفید ہوکر یہاں کے پُرفضا مقامات سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ بیرونِ کشمیر سے آنے والے حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ پہلے سے ہی اپنی آمد سے اطلاع دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

المُعلِن :۔ خاکسار غلام نبی نیاز خادمِ سلسلہ۔ مسجد احمدیہ نزد جی۔ آئی۔ پی آفس سری نگر

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر :۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ ظہور ۱۳۵۱ ہش

کمیونسٹ ممالک اور مذہبی آزادی

ماہنامہ "آنچل" جو سلامت علی مہدی صاحب کی زیرِ ادارت دہلی سے شائع ہونا شروع ہوُا ہے اس کے جولائی نمبر میں ایک طویل مضمون روس میں مذہبی آزادی کے سلسلہ میں شائع ہوُا ہے۔ یہ مضمون دراصل ایک روسی مسلمان عالم کے ایک کتابچہ سے ماخوذ ہے اس لئے اس میں خصوصیت سے روس میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی عبادات بجالانے کے سلسلہ میں جو آزادی حاصل ہے اس کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ بعض مساجد کے فوٹو دیئے گئے ہیں۔ اور بعض مساجد میں مسلمان نماز پڑھتے ہوئے بھی دکھائے گئے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ مضمون پڑھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ روس میں اب مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور حکومت کی طرف سے کسی بھی مذہبی طریقے پر قائم رہنے اور اس کے معیّنہ طریق پر عبادت کرنے میں کوئی پابندی نہیں۔

بعض مسلمان دوست بھی جو روس اور دیگر کمیونسٹ ممالک سے ہو کر آتے ہیں وہ بھی یہی تأثّر دیتے ہیں، نیز روس اور دیگر اشتراکی ممالک خود یہ کہتے ہیں کہ اُن کے ہاں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ گرجے اور مسجدیں آباد ہیں۔ لوگوں کو کھُلی اجازت ہے کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں اور اپنے مذہب کے بتائے ہوئے طریق پر عبادت کریں۔

لیکن کمیونزم کے بنیادی فلسفہ کے ماتحت یہ آزادی محض ایک فریب اور ڈھکوسلہ نظر آتی ہے۔ کیونکہ مذہبی آزادی صرف اس امر کا نام نہیں کہ کسی شخص کو اپنے مذہب پر یا اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت حاصل ہو۔ بیسویں صدی کا ہر سمجھ دار انسان بخوبی جانتا ہے کہ مذہبی آزادی کا یہ مفہوم انتہائی تنگ نظری پر مبنی ہے۔

امریکہ کے مسٹر ای۔ ڈبلیو۔ بلیتھ نے اپنی ایک کتاب The Bridge to Islam میں لکھا ہے کہ:-

"مذہبی آزادی مخصوص عقائد پر قائم رہنے اور ان کے مطابق عبادات بجالانے کا نام نہیں بلکہ مذہبی آزادی انسان کے اس بنیادی حق کا نام ہے کہ جس مسلک کو وہ حق سمجھتا ہے اس پر وہ خود عمل ہی نہ کر سکے بلکہ اسے دُوسروں تک پہنچا کر اپنا ہم خیال بنا سکے۔ اور اس طرح اس مسلک کے حامیوں کی تعداد میں اضافہ بھی کر سکے۔"

گویا ہر شخص کو یہ آزادی حاصل ہو کہ وہ جس مذہب کو بھی اپنے لئے پسند کرے اسے خود اختیار کر سکے۔ اس پر آزادانہ عمل کر سکے۔ اور دوسروں کو اس کی تبلیغ بھی کر سکے۔ جب اس نقطۂ نگاہ سے ہم روس کی حکومت کے قوانین اور اس کے آئین کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں تبلیغ و اشاعتِ مذہب کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

۲۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو بالشویکوں نے مذہب اور آزادیٔ ضمیر کے متعلق جو منشور جاری کیا تھا اس میں مذہب کو صرف حکومت سے علیحدہ کیا گیا تھا اور یہ اجازت تھی کہ

۳ "کوئی شہری انسان جونسا مذہب چاہے اختیار کر سکتا ہے۔"

اور اگرچہ مدارس و مکاتب میں مذہبی تعلیم کو ممنوع قرار دے دیا گیا تھا لیکن اس امر کی اجازت تھی کہ

۹ "کوئی شہری اپنے طور پر اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دے۔"
(Religion and The Soviet)

گویا ۱۹۱۸ء میں مذہبی عبادت گاہوں سے تعرّض نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن ۱۹۲۲ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ مذہبی عبادت کدوں کی جائیداد اور املاک ضبط کر لی جائیں۔ (Russian Report 1921 - 22)

اس کے بعد ۱۹۲۷ء میں مزید سختی ہوگئی اور مذہبی مکاتب بالکل بند ہو گئے۔ مذہبی تعلیم ممنوع قرار دے دی گئی۔ اور خدا اور مذہب کا نام لینا جرمِ عظیم قرار دے دیا گیا۔ اور مارکس کے اس حکم پر سختی سے عمل کیا گیا کہ مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے۔ اور مذہب کے ذریعہ استبداد کو روا رکھا جاتا ہے۔

چنانچہ A. B. C. of Communism کے باب ۸۹ میں لکھا ہے:-

"اشتراکیت کے نام لیواؤں کا اوّلین فرض ہے کہ مارکس کے اس قول کو کہ مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے عام جماعتوں میں ذہن نشین کرا دیں اور انہیں یقین دلا دیں کہ ازمنۂ گذشتہ میں کیا اور دورِ حاضرہ میں کیا، متمرّد اور سرکش انسانوں کے ہاتھ میں مذہب ہی ایک ایسا حربہ ہے جس کے ذریعہ دُنیا میں عدمِ مساوات۔ جماعتی تفریق اور غصب و استبداد کو روا رکھا جاتا ہے۔"

ماسکو یونیورسٹی کے پروفیسر Julious Fuecker نے اپنی کتاب "Religion under the Soviet" میں لکھا ہے:-

"بالشویک کٹّر مادہ پرست اور دہریہ ہیں۔ مذہب اُن کے نزدیک دورِ جہالت کی قلبی گمراہی کا نام ہے۔ یا ایک فریب ہے یا افیون ہے۔ کلیسا ان کے نزدیک اقتدار پسند جماعتوں کا ایک ڈھونگ ہے۔ جو زبردست انسانوں کی تذلیل اور تعبّد کی خاطر وضع کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک اشتراکیت کی تہذیبِ جدید میں مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔"

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے:-

"اشتراکیین محض اپنی ہی جماعت کے اراکین سے اس دہریّت کا اقرار نہیں لیتے بلکہ غیر اشتراکیین میں بھی ان عقائد کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ (جبکہ غیر اشتراکیین کو اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے کی قطعی اجازت نہیں۔ ناقل) اور آنے والی نسلوں کے نصابِ تعلیم کو ایسے اجزاء پر مشتمل کیا گیا ہے کہ وہ خود بخود ایسے لامذہبی اعتقادات کو ذہن میں لئے ہوئے آگے بڑھیں۔"

روس کے موجودہ آئین میں بے شک عبادت بجالانے کی آزادی تسلیم کی گئی ہے لیکن مذہب کو پھیلانے اور دُوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے کی قطعی اجازت نہیں۔

روس کے آئین کی دفعہ ۱۲۴ کے ماتحت صاف لکھا ہے:-

"Freedom of religious worship and freedom anti religious propaganda is recognised for all citizens."

یعنی تمام شہریوں کے لئے مذہبی عبادت کی آزادی اور مذہب کے خلاف پروپیگنڈا کی آزادی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس آئین میں ایک طرف مذہبی عبادت بجالانے کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے تو دوسری طرف مذہب کو نیست و نابُود کرنے کے لئے عام پروپیگنڈہ کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن مذاہب کے اس حق کا کہ وہ بھی اس مخالفانہ پروپیگنڈہ کا جواب دینے یا اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے میں آزاد ہیں، کوئی ذکر نہیں۔ البتہ مذہبی انجمنوں پر بے شمار پابندیوں کا جابجا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً کسی سرکاری اسکول میں تو کجا کسی پرائیویٹ اسکول میں بھی مذہبی تعلیم نہیں دی جاسکتی۔

لینن۔ ٹراٹسکی اور سٹالن مذہب کے بارہ میں اسی نظریہ پر قائم تھے۔ اور مشہور ڈکٹیٹر اسٹالن نے کمیونسٹ پارٹی کے متعلق کہا تھا کہ:-

"وہ مذہب کے معاملہ میں کسی صورت میں بھی جانبدار نہیں رہ سکتی۔"

(لینن ازم صفحہ ۳۸۶)

مجھے یاد ہے چند سال قبل جبکہ مَیں کلکتہ مشن میں تھا تو پیشوایانِ مذاہب کے جلسہ پر ہماری دعوت پر رشین کونسل خانہ کلکتہ کا ایک نمائندہ بھی شامل ہوُا۔ اور اُس نمائندہ نے بھی ہمارے جلسہ میں تقریر کی۔ تقریر میں انہوں نے یہ کہا کہ رُوس میں ہر مذہب کے ماننے والے کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ تقریر کے بعد اُن سے بات چیت ہوئی، ہم نے اُن سے دریافت کیا کہ مذہبی آزادی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو اُس نے کہا کہ ہر مذہب والا اپنے رنگ میں عبادت کر سکتا ہے۔ اُن کی عبادت گاہیں کھول دی گئی ہیں۔ تب ہم نے اُن سے کہا کہ جس طرح آپ کے ملک میں مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، مذہب کے ماننے والوں کو بھی پروپیگنڈہ کی اجازت ہے، اگر ہے تو پھر جماعتِ احمدیہ جو ایک دھارمک اور مذہبی جماعت ہے اس کے مشنری کو آپ اپنے ملک میں بھجوانے کا انتظام کر سکتے ہیں؟ تو کہا کہ یہ کام تو حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ حکومت اپنے آئین اور دستور کو دیکھ کر اس بارہ میں کچھ فیصلہ کر سکتی ہے۔ بالفاظِ دیگر **حکومت** کے آئین اور دستور میں اس امر کی گنجائش نہیں کہ مذہب کو ماننے والے روس میں جاکر اپنے مذہب کا پرچار کر سکیں۔ ایسی صورت میں یہ سمجھنا کہ روس یا دیگر کمیونسٹ ممالک میں مسلمانوں کو یا دوسرے مذاہب کے لوگوں کو پُوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگئی ہے درست نہیں ہے۔ ہاں جب اشتراکی ممالک اپنے ہاں مذہبی پرچارکوں اور مبلغین کو آنے کی اجازت دیں گے اور اس طرح مذہب کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اس کے بالمقابل مذہب کے ماننے والوں کو بھی پروپیگنڈہ کی اجازت دیں گے تب ہم سمجھیں گے کہ ان ممالک نے مذہبی آزادی کیلئے کوئی قدم اُٹھایا ہے۔

(بشیر احمد دہلوی)

خطبہ جمعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی تمام بنی نوع انسان کیلئے کامل اعلیٰ اور احسن نمونہ ہے

اسوۂ نبی سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُمید رکھتا، یوم آخر پر ایمان لاتا اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہے

مخاطب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا قائل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اُسے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُخروی زندگی کا قائل کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز. فرمودہ ۱۶؍احسان ۱۳۵۱ہش مطابق ۱۶؍جون ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سُورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (النحل: ۱۲۶)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝

(الانبیاء: ۴۹-۵۰)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

(الاحزاب: ۲۲)

اور ازاں بعد فرمایا:-

پچھلے دنوں گرمی کی وجہ سے مجھے کافی تکلیف رہی ہے۔ شروع میں تو دورانِ سر کی بہت تکلیف رہی۔ چنانچہ چکروں کے احساس کا یہ عالم تھا کہ بستر پر اُٹھ کر بیٹھتا تھا تو ساری دُنیا گھوم جاتی تھی۔ اسی طرح جب لیٹتا تھا تو زمین و آسمان چکر کھانے لگتے تھے۔

چکروں کی تکلیف

سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی آرام آگیا ہے لیکن کچھ تو بیماری کی وجہ سے ضعف پیدا ہو گیا اور کچھ دوائیں جو چکر دُور کرنے کے لئے دی گئی تھیں انہوں نے اتنا ضعف پیدا کیا کہ ضعف پیدا کرنے میں ان کا مقابلہ کوئی اور دوائی شاید کم ہی کرتی ہو۔

یہ گرمی جو میری بیماری بن چکی ہے، اس کی تکلیف تو ابھی تک جاری ہے۔ لیکن چونکہ چند دنوں تک ربوہ سے باہر جانے کا ارادہ ہے اس لئے دل نے یہ نہیں چاہا کہ اس جمعہ سے بھی غیر حاضر ہو جاؤں اور اپنے بھائیوں اور دوستوں سے ملاقات نہ کروں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے

کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ اہلِ ربوہ کا حافظ و ناصر ہو اور اس کے فرشتے ہمیشہ اہلِ ربوہ (مرد و زن) کی مدد کے لئے تیار رہیں۔ میری آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ میری حاضری میں بھی دعائیں کرتے رہیں کہ میں بھی خدا تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں رہوں اور اس کی مدد اور نصرت میرے بھی شاملِ حال رہے۔

ایک لمبا مضمون ذہن میں آیا تھا جس کی میں آج مختصراً ابتداء کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ جمعہ جس دوست کو میں نے خطبہ پڑھنے کے لئے کہا تھا، انہیں یہ بھی ہدایت دی تھی کہ وہ سات منٹ سے زیادہ کا خطبہ نہ دیں۔ اب یہی پابندی خود اپنے اوپر کس حد تک عاید کرتا ہوں یا کر سکتا ہوں، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن میری کوشش یہی ہو گی کہ بہت ہی مختصر خطبہ دُوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

آیت کے اس مختصر سے فقرے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ دوسرے لوگ جو آپ سے اختلاف رکھتے ہیں، اُن سے تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے اُن کے نقطۂ نگاہ اور اُن کی ذہنیت کے لحاظ سے جو سب سے اچھا جواب اور اچھی دلیل ہے، اس کی رُو سے تم اُن کو مخاطب کیا کرو اور اُن سے تبادلہ خیال کیا کرو۔

وجادلهم بالتي هي احسن سے ہمیں

تین باتوں کا علم

ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جہاں تک مذاہب کا سوال ہے اور جہاں تک منکرینِ اسلام کا سوال ہے، مخالفین اور منکرین کا صرف ایک گروہ نہیں بلکہ اُن کے ایک سے زائد گروہ پائے جاتے ہیں۔ کوئی کسی جہت سے اسلام کی مخالفت کرتا ہے کوئی کسی وجہ سے اس کا انکار کرتا ہے۔ گویا کئی وجوہ سے اسلام کا انکار اور مخالفت ہوتی ہے۔

غرض ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ جہاں تک مخالفینِ اسلام کا تعلق ہے وہ ہمیں ایک سے زائد خیالات اور ایک سے زائد اختلافات رکھنے والے نظر آئیں گے۔

دُوسری بات جس کا اس حصّۂ آیت سے پتہ لگتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہر قسم کے گروہ کے ساتھ بحث کرنے کے لئے جن دلائل کی ضرورت تھی وہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ہدایت کی شکل میں مہیّا کر دیئے ہیں۔

تیسری بات ہمیں یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے اور اصلاح و ارشاد کے کام میں دوسرے شخص کے خیالات کا علم رکھے اور ان کو اپنی باتوں اور دلائل کے بیان میں مدِّ نظر رکھے۔

اس تیسری بات میں دراصل دوسروں کے خیالات کا مطالعہ کا بھی حکم پایا جاتا ہے۔ ورنہ جب تک ہم ان کو سمجھ نہ جائیں، ہم کوئی دلیل نہیں دے سکتے۔

پس اس حصّۂ آیت میں ہمیں یہ تین چیزیں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تین باتیں بیان فرمائی ہیں اب آج اگرچہ یہ دُنیا

ماضی کی دُنیا

سے بڑی مختلف ہو چکی ہے تاہم اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ایک سے زائد گروہ ہیں جو اپنی اپنی آراء رکھتے ہیں۔ یہ اختلافات ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں نہیں بلکہ شیطان کی بہت سی زنجیریں ہیں جن میں اس نے اپنے ساتھیوں کو باندھ رکھا ہے۔ کسی کے دماغ میں اسلام کے خلاف ایک اعتراض پیدا کر دیا اور کسی کے دماغ میں کوئی دوسرا اعتراض پیدا کر دیا۔ جہاں تک ان مخالف گروہوں کا تعلق ہے اُن میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ یعنی وہ گروہ جس طرح پہلے زمانے میں تھے اسی طرح آج بھی ہیں۔ اگر کوئی فرق پڑا ہے تو شاید مقدار میں یعنی کمیت میں پڑا ہے۔ ایسے گروہ زیادہ ہو گئے ہیں کم نہیں ہوئے۔ کیونکہ انسان نے جب مختلف دنیوی ترقیات کیں، تو اس کے دماغ میں مذہب کے خلاف مختلف اعتراضات بھی پیدا ہوئے۔

جہاں تک مذہب کا سوال ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حقیقی معنی میں ایک ہی مذہب ہے یعنی مذہب اسلام۔ اس لئے ہم جو احمدی ہیں اور جن پر ساری دُنیا کی

اِصلاح و ارشاد کی ذمہ داری

ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ اسلام کے مخالفین کس قسم کے لوگ ہیں۔ کوئی نئے خیالات کے لوگ تو پیدا نہیں ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔

پس ہمیں اپنی تبلیغ میں اور اصلاح و ارشاد کے کام میں نئے سرے سے ایک جائزہ لینا ہو گا اور اس سے ہمیں دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ پہلے جائزہ کے وقت جو چیزیں سامنے آئی تھیں اور اب بھول چکی ہیں وہ پھر دوبارہ ہمارے سامنے آجائیں گی اور دوسرے یہ کہ جو نئے معترضین کے گروپ پیدا ہو چکے ہیں وہ اب ہمارے سامنے آجائیں گے۔ اور اس کے مطابق ہمیں نئے سرے سے اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے خود کو تیار کرنے میں مدد ملے گی۔

تاہم یہ جو دو گروہ ہیں (یعنی نئے اور پُرانے معترضینِ اسلام)، ان کے متعلق ہمیں قرآن کریم ہی سے تلاش کرنی پڑے گی اور تلاش کرنی چاہیئے۔ انشاء اللہ ان کے متعلق قرآن کریم ہی سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ مختلف گروہ کیسے ہیں۔

یہ ایک لمبا مضمون ہے

آج کا یہ خطبہ اس کی تمہید ہے یا صرف یہی سمجھیں کہ میں آج اس کے بعض عنوان بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی دو ایسے گروہ تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ایک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے منکر تھے۔ اور دُوسرے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے منکر بھی تھے یا اللہ تعالیٰ کے منکر تو نہیں تھے مگر آخرت کے منکر تھے۔ دراصل جو شخص خدا تعالیٰ کا منکر ہوتا ہے وہ ساتھ ہی آخرت کا منکر بھی ہوتا ہے۔ نیکوں کو جو

لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں خصوصاً یورپ (یورپ) میں جن کے متعلق قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ وہ اب بھی ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو پیدا کیا اور اس نے قانون بنا دیئے۔ وہ تو اتنی بڑی ہستی ہے۔ اُسے کیا پڑی ہے کہ زید یا بکر کے حالات کے متعلق ذاتی طور پر دلچسپی لے کر اس کا جو علم ہے اس کے مطابق وہ کام کرے اور احکام دے۔

بہرحال بیسیوں

غلط دلائل

ہیں جو اُن کے ذہن میں آتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ "پرسنل گاڈ" نہیں۔ "اِم پرسنل گاڈ" ہے۔ یعنی ایسا خدا نہیں ہے جس کے ساتھ زید یا بکر یا میں اور آپ میں سے ہر ایک ذاتی تعلق پیدا کر سکے۔ اور وہ اس کی ذاتی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہو اور اس کی دعاؤں کے نتیجہ میں اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل کرتا ہو۔

چنانچہ یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کا ذکر ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہدایت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے وہ اصلی تورات میں موجود ہے لیکن وہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہو سکتی ہے جو

یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ

کے مصداق ہیں یعنی وہ لوگ جو اپنے ربّ کے مقام کو پہچان کر اس کے سامنے عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور

ھُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ

یعنی اُخروی زندگی اور اس کے متعلق جزا و سزا کا جو قانون ہے وہ اسے سمجھتے ہیں اور اس کا خوف ان پر طاری رہتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس ورلی مختصر اور ناپائیدار زندگی کے بعد ایک اَبدی حیات ملنی ہے اور اس کے لئے

ہمیں نیک کام کرنے چاہئیں

تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی رضا کا سلوک کرے۔

پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ

۱۔ جو شخص خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا یا

۲۔ جو شخص اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا

اس کے لئے یہ (تورات اور قرآن کریم) "ذِکْرًا" نہیں ہے۔ یہ اس کے لئے ہدایت کا موجب نہیں ہے۔ یہ اُس کے لئے نصیحت کا موجب نہیں ہے۔ البتہ یہ اُن متقیوں کے لئے

ہدایت کا موجب

ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اس کی صفات کی معرفت رکھتے ہیں۔ جو آخرت پر بھی ایمان رکھتے اور اس کی جزا و سزا پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ وہ اس خوف میں رہتے ہیں کہ پتہ نہیں خدا تعالیٰ کا پیار ملے گا یا خدا جانے ہم اس کے غضب کا مورد بن جائیں گے۔ اس لئے اُن کو کہا گیا ہے کہ آخرت کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ اور چونکہ یہ ایک ہی بات ہے جو اُن کو بھی کہی گئی تھی اور ہمیں بھی کہی گئی ہے اور ہمارے سامنے بھی یہی مضمون ایک اور رنگ میں دہرایا گیا ہے اس لئے ہمیں جو کہا گیا ہے میں اس کو لے لیتا ہوں) اللہ تعالیٰ سورہ احزاب میں فرماتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔ "لَکُمْ" میں تمام بنی نوع انسان مخاطب ہیں۔ اس لئے سب انسانوں کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ایک کامل اُسوہ اور ایک اعلیٰ اور حسین نمونہ ہے۔ لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھائے گا جو

یَرْجُوْا اللّٰہَ

کی رُو سے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی اُمید رکھتا ہو۔ اور اس کے قُرب کے پانے کی اُمید رکھتا ہو۔ نیز

وَالْیَوْمَ الْآخِرَ

یعنی وہ اُخروی زندگی پر بھی ایمان لاتا ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ اس دُنیا میں موت کے بعد ایک نئی زندگی ملے گی اور اس لئے وہ

ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا

اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔

غرض جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کے قُرب کی اُمید نہیں رکھتا۔ یومِ آخر پر ایمان نہیں لاتا اور اس کے نتیجہ میں ذکرِ الٰہی نہیں کرتا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے متاثر نہیں ہے۔ اور اس کامل اُسوہ سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ آپؐ کا

اُسوۂ حسنہ

تو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے ہے۔ مگر وہ اس سے کام نہیں لیتا۔ وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

پس اگر کسی ایسے شخص کے سامنے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے حالات پیش کریں گے تو اپنا وقت بھی ضائع کریں گے اور اس کا وقت بھی ضائع کریں گے۔ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں لاتا۔ اس واسطے اس کے نزدیک یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث ہو یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاتم النبیینؐ آئے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو نہیں مانتا۔ اگر آپ ایسے شخص کے سامنے جا کر کہتے ہیں کہ دیکھو! اسلام کی تعلیم کتنی احسن اور کتنی اچھی ہے۔ اس پر چلنے سے اُخروی زندگی کی ساری نعمتیں مل جاتی ہیں۔ تو وہ کہے گا۔ جاؤ آرام سے بیٹھو۔ مجھے اُخروی زندگی کے متعلق کیا بتاتے ہو۔ میرا اس پر ایمان ہی نہیں ہے۔

اس لئے اگر آپ نے ان ہر دو گروہوں کو تبلیغ کرنی ہو اور اسلام کی طرف لانا ہو تو آپ کے لئے

یہ ضروری ہے

کہ پہلے آپ اُن کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی صفات کا یقین پیدا کریں جس رنگ میں اسلام نے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو پیش کیا ہے اُس رنگ میں اُن کے سامنے پیش کریں اور دلائل دیں۔ جب وہ ان دلائل کو مان جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی جو صفات اِسلام نے بیان کی ہیں اور جن سے خود قرآن کریم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفاتِ حسنہ کا مالک ہے۔ مثلاً وہ جزا و سزا کا مالک ہے اگر جزاء و سزا نہ ہو تو ماننا پڑے گا کہ یہ دُنیا اور اس کی پیدائش ایک کھیل ہے۔ اور چونکہ دُنیوی اعمال کی جزا و سزا مقرر ہے اس لئے یہ دُنیا کھیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ تمام صفاتِ حسنہ کا مالک ہے۔ اس کی کوئی پیدائش کھیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

پس ایسے شخص کے سامنے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پیش کریں گے۔ تاکہ پہلے وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ قرآن کریم نے ہستی باری تعالیٰ کے بے شمار دلائل دیئے ہیں۔ پھر وہ آخرت پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ کہے گا ٹھیک ہے میں خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں لیکن میں یہ نہیں مانتا کہ اللہ تعالیٰ یا اس کی صفاتِ حسنہ کا یہ مطالبہ تھا کہ اُخروی زندگی ہو۔ یہ دُنیا کھیل نہ ہو۔ وہ کہتا ہے یہی دُنیا ہے۔ یہی کھیل ہے۔ اور یہی سنجیدہ زندگی ہے۔ اور جب ہم اس دُنیا میں مر جائیں گے تو پھر اُٹھائے نہیں جائیں گے اب ایسے شخص سے اگر آپ یہ کہیں گے کہ اسلامی تعلیم پر چل کر تمہیں خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتیں مل جائیں گی تو اس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ کہے گا میں تو اُخروی زندگی پر ایمان ہی نہیں لاتا۔ اس لئے تمہارے سارے دلائل ہیچ ہیں۔ ایسے شخص کے سامنے آپ اُخروی زندگی کے دلائل پیش کریں گے

یہی ایک طریق ہے

جس کی بدولت آپ اس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لا سکتے ہیں اس کے بغیر آپ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نہیں لا سکتے۔

پس یہ آیات جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھیں۔ اُن میں سے پہلی آیت اُصولی تھی۔ اور وہ دراصل عنوان ہے اس سارے سلسلہ ہائے خطبات کا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے میں اُمید کرتا ہوں کہ میں انشاء اللہ آئندہ دُوں گا۔

چونکہ یہ مختلف قسم کے لوگوں کے گروہ ہیں اور وہ مختلف خیالات رکھتے ہیں اس لئے ان کے متعلق مختلف رنگ میں تیاری کرنی پڑے گی۔ ہم نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہستی باری تعالیٰ کے اُوپر جتنا مواد ہماری کتب میں پایا جاتا ہے اتنا شاید اور کسی جگہ نہ ہو۔ لیکن یہ مضمون جتنا اور جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہُوا ہے اس کی

پُوری تفصیل

یکجائی طور پر ہمارے نوجوانوں کے سامنے ابھی تک نہیں۔ یہ تفصیل اُن کے سامنے آنی چاہیئے۔

اِسی طرح اُخروی زندگی کے متعلق اِسلام کی تعلیم اور قرآن کریم کا حکیمانہ بیان یعنی جو اُس نے اِس سلسلہ میں دلائل دیئے ہیں۔ وہ بھی ان کے سامنے آنے چاہئیں۔

پس ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے تم انہیں پہلے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اُخروی زندگی کا قائل کرو۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے کی توفیق کے حصول کے لئے تم اُن کے مددگار بنو، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے تب وہ اس بات کے سمجھنے کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک عظیم الشان نبیؐ تھے جو خاتم النبیینؐ کی حیثیت میں ہی دُنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور قرآن کریم ابدی صداقتوں پر مشتمل ایک کامل الٰہی کتاب ہے۔

غرض یہ دو گروہ ہیں جن کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے اپنی ایک خواہش کے مطابق ان کا مختصراً ذکر کر دیا ہے۔ یہ صرف عنوان ہیں۔ تفصیل انشاء اللہ بعد میں آ جائے گی۔ ہمیں ان حالات کا پُورا تجزیہ کر کے پھر اس کے مطابق اپنے آپ کو اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) — امسال ہمارے جامعہ احمدیہ قادیان کے چار طلباء درجہ ثالثہ (فائنل) کا امتحان دے رہے ہیں۔ آخری پرچہ مورخہ ۱۶ اگست کو ہے۔ ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) — مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے ماموں زاد بھائی محمد شاہد صاحب قریشی اچانک بیمار ہو گئے ہیں ان کی صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ انہوں نے مبلغ دس۱۰ روپے بطور صدقہ بھجوائے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم دینی مصروفیات

قرآنِ کریم کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کا ارشاد

لطیف اور رُوح پرور خطبہ جُمعہ ۔ انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں

ایبٹ آباد ۔ ۱۵ ؍ وفا ۱۳۵۱ ہش ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ ۔ احباب جماعت سیدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت و سلامتی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں

اس ہفتے حضور انور کی بعض اہم دینی و جماعتی مصروفیات کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ مورخہ ۹ ؍ وفا بروز اتوار ایبٹ آباد اور اس کے مضافات کے علاوہ تربیلا ۔ ربوہ ۔ بنوں ۔ راولپنڈی ۔ ڈاڈر اور سیالکوٹ سے بھی احباب کثرت سے تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت صبح دس بجے سے پونے گیارہ بجے تک احباب کو انفرادی طور پر ملاقات کا موقع عطا فرمایا پھر پونے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک جماعت احمدیہ تربیلا اور بعد ازاں ڈیڑھ بجے تک راولپنڈی کے احباب کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ ان ہر دو جماعتوں کے احباب کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو سے زاید تھی۔ یہ حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے سپیشل بسوں کے ذریعہ تشریف لائے تھے چنانچہ حضور نے پونے دو گھنٹے کی ان ملاقاتوں کے دوران احباب کو باری باری شرفِ مصافحہ کے علاوہ بیش قیمت نصائح اور زریں ارشادات سے بھی نوازا حضور کے فرمودات کا مختصر خلاصہ پیشِ خدمت ہے :-

خالق و مخلوق کا تعلق

ایک عزیز از جماعت دوست جو انجینئر ہیں اور ملاقات کے وقت تربیلا کی جماعت میں شامل تھے ۔ انہوں نے حضور سے سوال کیا کہ خالق اور مخلوق کا کیا تعلق ہے۔ اور ان کا مقامِ اتصال کیا ہے۔ حضور نے فرمایا خالق اور مخلوق کا تعلق خالق اور مخلوق کا ہے۔ اور ان کا مقامِ اتصال انسان کی عبودیت ہے۔ آیہ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے عرفان کے نتیجہ میں انسان جب حقیقی عبادت کرتا ہے یعنی اس کے سامنے انتہائی تذلل اور فروتنی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں اطاعت و فرمانبرداری اور وفاشعاری و صدق دلی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان سے پیار کرتا اور اس پر اپنی تجلیات نازل کرتا ہے خدا تعالیٰ سے اسی تعلق کے نقطۂ عروج کو دوسرے لفظوں میں مقامِ اتصال کہا جاتا ہے

شفا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

ڈاکٹر نوری جو واقفِ زندگی ہیں۔ اور ہاؤس جاب مکمل ہونے پر افریقہ تشریف لے جائیں گے اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا پچھلے سال گھوڑے سے گرنے اور پھر ڈاکٹری ہدایت کے ماتحت لگاتار کئی ہفتے لیٹے رہنے کی وجہ سے میرے گھٹنے سخت ہو گئے۔ میرے لئے قعدہ میں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ مسجد میں جانا اور دوستوں سے ملنا بند ہو گیا تو یہ امر میرے لئے دوہری تکلیف کا موجب بن گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے قدرتوں والے خدا ! اگر تو سمجھتا ہے کہ میری زندگی میرے لئے اور جماعت کے لئے فائدہ مند ہے تو تو مجھے شفا بخش چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرمائی۔ حالانکہ بیماری کے دوران کئی ڈاکٹروں کی یہ رائے تھی کہ گھٹنوں کی یہ سختی مستقل تکلیف بن جائے گی

فرمایا میڈیکل سائینس میں انسان نے خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لی ہو پھر بھی ڈاکٹر کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مریض کو شفا دینا تو کجا اس کی صحیح تشخیص اور اس کے مناسبِ حال نسخہ لکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے۔ اس کے اذن اور اور اس سے دعا کئے بغیر نہ ڈاکٹر کی لیاقت کام آتی ہے اور نہ کوئی دوائی کارگر ہوتی ہے۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ ہمارے جو ڈاکٹر افریقہ گئے ہیں وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ایسے مریضوں کا بھی علاج کیا اور ان کو شفا ملی ہے جو بڑے بڑے ماہر غیر ملکی ڈاکٹروں کے نزدیک لاعلاج تھے

اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم احسان

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآنِ کریم کی عظمت اور اسلام کی بعض خصوصیات کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہماری قوتوں اور صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کر دی ہوئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ظاہری اور باطنی نعمتیں پانی کی طرح بہا دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا اپنے اندر حقیقی احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ صرف زبان سے نہیں بلکہ دل اور روح کی گہرائیوں سے اس کی تسبیح و تحمید ہوتی رہے۔ انسان کی یہ کیفیت جہاں اسے اللہ تعالیٰ کے اور قریب کر دیتی ہے وہاں اس کے بندوں کے ساتھ معاملہ صاف رکھنے کے لئے سارے جھگڑے بھی خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

قرآنِ کریم کی عظمت

کل مورخہ ۱۴ ؍ وفا کو نماز جمعہ حضور نے اپنی اقامت گاہ پر پڑھائی اور گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں قرآنِ کریم کی عظمت اور علوّشان پر ایک اور پہلو اور ایک نئے زاویۂ نگاہ سے روشنی ڈالی حضور نے سابقہ شریعتوں کے مقابلے میں قرآنِ کریم کی جامعیّت، اس کی حکیمانہ تعلیمات اور ابدی صداقتوں کو واضح کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو یہ تلقین فرمائی کہ وہ قرآنِ کریم پر غور و تدبّر کرنے کی عادت ڈالیں اور اس پر دل و جان سے عمل پیرا رہنے کی کوشش کرتے رہیں۔

حضور نے فرمایا انسان نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ظہور قدسی صلی اللہ علیہ وسلم تک تدریجی ترقی کی ہے۔ اس تدریجی ارتقاء میں انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی ہدایتیں اور شریعتیں اپنے اپنے زمانہ میں انسان کی بھلائی اور اس کی ترقی میں جزوی طور پر ممد و معاون بنتی رہی ہیں۔ پھر جب انسان اس جزوی راہنمائی کے نتیجہ میں اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ اپنے عروج کو پہنچ گیا یعنی ایک کامل شریعت کا متحمل ہونے کے قابل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انسانِ کامل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپؐ پر قرآن کریم کی شکل میں ایک کامل کتاب نازل فرمائی جس میں انسان کی ذہنی جسمانی اخلاقی اور روحانی قوتوں اور صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے لئے مکمل تعلیم موجود ہے۔ اس لئے اب یہی ایک کامل ہدایت اور ابدی شریعت ہے جو انسان کے درختِ وجود کی ہر شاخ کی کامل نشوونما اور اس کی حقیقی سرسبزی و شادابی کا واحد ذریعہ ہے۔

تورات اور انجیل کا قرآنی تعلیمات سے موازنہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا قرآن کریم کی یہ ایک عجیب شان ہے کہ یہ تورات کی طرح نہ تو بدلہ لینے پر مصر ہے اور نہ انجیل کی طرح حد سے زیادہ نرمی دکھاتا ہے قرآن کریم کہتا ہے ایسے وقت میں تم موقع و محل کے مطابق خود سوچ لو۔ اگر بدلہ لینے میں اصلاح احوال کی توقع ہے تو بدلہ لو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہے اور تم اپنے جذبات پر قابو پا کر معاف کر سکتے ہو تو معاف کر دو۔ اسی طرح تورات اپنے وقت کے ایک مخصوص طبقے کے مفادات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتی ہے کہ یہودی سے سود نہ لو غیر یہودیوں سے سود لو۔ مگر قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اس نے بنی نوعِ انسان کے مجموعی مفاد کے پیشِ نظر اقتصادی اور معاشرتی ناہمواری کا یہ کہہ کر قلع قمع کر دیا کہ کسی سے بھی سُود نہ لیا جائے۔

حضور نے آخر میں فرمایا قرآن کریم جیسی حق و صداقت اور حکمت پر مشتمل اور بابرکت کتاب ہی اس لائق ہے کہ ہم میں سے ہر چھوٹا اور ہر بڑا۔ ہر مرد اور عورت اپنی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے حرزِ جاں بنائے اور اس کی زندگی بخش تعلیمات سے کماحقہٗ بہرہ ور ہونے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے ٭

—— درخواستِ دعا ——

میری والدہ محترمہ کی طبیعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے لیکن ابھی کمزوری کافی ہے۔ ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ناصر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ...

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا یادگیر میں ورود مسعود

از مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی مع اہل و عیال مورخہ ۲۴ جولائی کو صبح ۱۰ بجے بذریعہ کار حیدرآباد سے یادگیر کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں شادنگر تھوڑی دیر کے لئے رُکے وہاں کی جماعت کے دوست آپ کی ملاقات کے لئے منتظر تھے۔ ان احباب سے ملاقات کے بعد آپ سیدھے چنتہ کنٹہ پہنچے۔ ظہر و عصر کی نمازیں وہاں ادا کر کے یادگیر کے لئے روانہ ہوئے اور شام کے آٹھ بجے یادگیر پہنچے۔ آپ کے استقبال کیلئے جماعت کے بہت سے دوست یادگیر سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر آپ کے منتظر تھے۔ ان احباب سے ملاقات کے بعد یہ قافلہ نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا۔ یادگیر میں احمدیہ محلہ میں داخل ہونے پر احباب جماعت نے نہایت پُر جوش اسلامی نعروں سے آپ کا استقبال کیا اور آپ نے تمام دوستوں کو شرف معانقہ و مصافحہ بخشا۔

دوسرے روز آپ نے بعد نماز مغرب ایک نہایت پُر معارف درس دیا جو ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس میں آپ نے نہایت دلکش اور پیارے انداز میں دعا کے فلسفہ اور اسکی اہمیت کو بیان فرمایا۔

مورخہ ۲۶ر جولائی کو خدام الاحمدیہ یادگیر نے آپ کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک پکنک کا انتظام کیا اور شام کو چار بجے آپ مع اہل و عیال یادگیر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر "ہتھی کونی" تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ کم و بیش ڈیڑھ سو خدام بھی تھے۔ اس جگہ ایک بہت بڑا ڈیم ہے۔ چاروں طرف سرسبز پہاڑ ہونے کی وجہ سے یہ جگہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ سب سے پہلے خدام کا کھیلوں کا مقابلہ ہوا۔ کبڈی ہوئی اور پھر کچھ سیر و تفریح کے بعد رات کا کھانا وہیں کھایا گیا۔ بعدہٗ تمام خدام حضرت صاحبزادہ صاحب کی معیت میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ پہلے چند نوجوانوں نے خوش الحانی سے نظمیں سنائیں۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے خلفاء کرام اور صحابہؓ کے ایمان افروز واقعات سنائے۔ اور سامعین کی روح کو تازگی بخشی ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ خدام کے درمیان رونق افروز رہے اور تقریباً ۱۰ بجے رات واپس یادگیر پہنچے۔

دوسرے روز صبح دس بجے سے بارہ بجے تک اور پھر بعد نماز ظہر سے مغرب تک آپ نے احباب جماعت کو ملاقات کا شرف بخشا۔

مورخہ ۲۸ کو بروز جمعۃ المبارک ایک بجے خطبہ شروع ہوا۔ تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا! اللہ تعالے نے دو قسم کے نظام جاری فرمائے ہیں۔ ایک جسمانی نظام ہے جو ہر دن ہمارے مشاہدہ میں آتا ہے۔ یعنی پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے کھانا کھا کر انسان بھوک کو دور کرتا ہے۔ ہوا کے ذریعہ انسان سانس لیتا ہے۔ ان چیزوں کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالے نے ایک دوسرا روحانی نظام بھی قائم کیا ہے۔ یعنی انسان کی روح کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اور اس کے جملہ احکامات کی پابندی کی جائے۔ اور ہر قسم کی برائیوں سے اجتناب کیا جائے۔ پس جو شخص اپنے ربّ کو یاد نہیں کرتا اور بُرے کاموں سے اجتناب نہیں کرتا دراصل وہ روحانی طور پر مردہ ہے اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں تمام برائیوں کا نام لے کر آخر میں فرمایا ہے یہ سب زہر ہیں جو بھی ان زہروں کو کھائے گا مر جائے گا۔

بعد نماز جمعہ آپ نے مکرم محمد زکریا صاحب ابن مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل مرحوم کے نکاح کا اعلان مکرمہ امۃ المتین صاحبہ بنت مکرم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم سابق امیر جماعت یادگیر کے ساتھ بعوض ۱۰۰۰ روپے حق مہر فرمایا! خطبہ نکاح میں آپ نے فرمایا لڑکے اور لڑکی کے خاندان والوں کو احمدیت کی خدمت کی بہت توفیق خدا کے فضل سے ملی ہے اور جماعت میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ لیکن آج جبکہ یہ ایک خوشی کی تقریب ہے ایک پہلو غم کا بھی ابھر رہا ہے کہ نہ لڑکی کا والد زندہ ہے اور نہ لڑکے کا۔ خدا کرے یہ بچے اپنے والدین کے نقش قدم پر چل کر خادم دین ہوں۔

اسی روز رات کو بعد نماز مغرب وعشاء ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ صدارت مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت یادگیر نے کی۔ قرآن کی تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعت یادگیر نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں جماعت کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جماعت سے خطاب فرمایا!

(باقی صلا پر ملاحظہ ہو)

از کرد موتا کمہ بانیخ

محترم سید حسن محمد ابراہیم صاحب مرحوم

سیرالیون (مغربی افریقہ) کی جماعت کے ایک نہایت مخلص سلسلہ کے فدائی اور سیرالیون میں ابتدائی لبنانی احمدی سیّد حسن محمد ابراہیم اس سال ماہ مارچ میں لبنان میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیرالیون میں احمدیت کا پیغام پہنچنے سے قبل ہی مرحوم کو بعض عربی رسائل کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی آگاہی ہو چکی تھی اور آپ کو اس بات کا شدت سے انتظار رہتا تھا کہ کسی کے ذریعہ انہیں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی آمد و غرض کے بارہ میں تفصیلی حالات کا علم حاصل ہو۔

چنانچہ ۱۹۳۷ء میں الحاج مولوی نذیر احمد صاحب علی مرحوم سیرالیون میں مشن کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ فری ٹاؤن سے آپ شمالی صوبہ کے ایک مقام روکوپر گئے اور وہاں خدا تعالے کے فضل سے جلد ہی ایک جماعت قائم ہو گئی اور ۱۹۳۸ء میں وہاں جماعت کا پہلا پرائمری سکول بھی کھل گیا۔ اس وقت سیّد محمد ابراہیم صاحب جنوبی صوبہ کے ایک گاؤں باؤماہون Baomahun میں تجارت کرتے تھے۔ یہ گاؤں اس وقت سونے کی کانوں کی وجہ سے تجارت کا مرکز تھا اور کافی لوگ دوسرے علاقوں سے بھی وہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ جب سیّد حسن صاحب کو الحاج مولوی نذیر احمد علی صاحب مرحوم کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے ان سے فوری طور پر رابطہ پیدا کیا اور انہیں باؤماہون آنے کی دعوت دی جس پر الحاج مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم وہاں تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب مرحوم کی تبلیغ سے نہ صرف آپ نے احمدیت قبول کر لی بلکہ ایک خاص تعداد افریقن لوگوں کی بھی بیعت کر کے حضرت مہدی علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہو گئی۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد لبنانی لوگوں کی طرف سے آپ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی حتیٰ کہ آپ کے اعزہ و اقارب نے بھی آپ سے قطع تعلق کر لیا مگر آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی بلکہ اخلاص و قربانی میں ترقی کرتے چلے گئے اور اپنے تبلیغی جوش سے دو اور لبنانی خاندانوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے میں کامیاب ہو گئے جن میں سے ایک سیّد امین خلیل صاحب مرحوم اور دوسرے سید محمد بدرج ہیں جو آپ کی طرح احمدیت کے سچے فدائی اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے عاشق صادق ثابت ہوئے۔

آپ فلسطین سے شائع ہونے والے عربی رسالہ البشریٰ میں مضامین لکھتے رہے اور اکثر تبلیغی خطوط لبنانی دوستوں کو لبنان میں لکھتے اور سلسلہ کا لٹریچر ان کے مطالعہ کے لئے بھجواتے رہے۔

جون ۱۹۷۱ء میں انہوں نے لبنان جانے کا پروگرام بنایا کیونکہ ان کے تین چھوٹے بچے وہاں تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ باقی زندگی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد کے مطابق خدمتِ سلسلہ میں گزاریں گے۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ اور آپ اچانک وفات پا گئے

ان کے لڑکے احمد کے خط سے معلوم ہوا کہ وفات سے دو روز قبل سید حسن محمد صاحب نے ایک خواب میں دیکھا کہ ان کے بعض وفات یافتہ رشتہ دار آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس خواب کو صبح کے وقت سب رشتہ داروں میں بیان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اور آپ نے مناسب تیاری بھی کر لی۔ دو یوم بعد آپ اچانک صبح کے وقت اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سید حسن صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء سے صد درجہ عشق تھا اور آپ مرکز سلسلہ کی زیارت کے لئے بیتاب رہتے تھے۔ سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے کے دورہ سیرالیون کے موقع پر آپ نے حضور اقدس کی مدح میں ایک عربی قصیدہ تحریر کیا جو حضور کی موجودگی میں خود پڑھ کر سنایا۔ جب پڑھ رہے تھے تو آپ پر رقت کی کیفیت طاری تھی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سات لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں ایک لڑکا امریکہ میں زیر تعلیم ہے تین سیرالیون میں ہیں اور تین لبنان میں ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے سید حسن صاحب مرحوم کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار محمد صدیق سابق مبلغ سیرالیون

چندہ جلسہ سالانہ

سہ ماہی آمد لازمی چندہ جات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتوں کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ تدریج سے بہت کم وصول ہوا ہے۔ محترم سیکرٹریان مال سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

آخری قسط

موازنۂ انجیل و قرآن کریم

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

پادری صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح نے خدا کو باپ اس لئے کہا کہ خدا کی ذات محبت ہے۔ خدا اس اخلاقی تعلق اور روحانی نسبت کی وجہ سے بنی آدم کا باپ ہے جو اس کے اور انسان کے درمیان حضرت کے طفیل قائم ہو گیا ہے۔ (صفحہ ۱۴۴)

پھر لکھتے ہیں کہ آپ خدا کو باپ اس کے خالق یا حکمران بادشاہ ہونے اور پروردگار وغیرہ ہونے کی وجہ سے قرار نہ دیتے تھے۔ فطری پیدائش انسان کو روحانی معنوں میں خدا کا فرزند نہیں بنا سکتی۔ انسان کی روحانی فرزندیت کا تعلق اس کے جسم کی قدرتی اور فطری پیدائش سے نہیں بلکہ اس کی اخلاقی و روحانی پیدائش کے ساتھ ہے۔ ابنیت کے رشتہ سے جسمانی زندگی مراد نہیں بلکہ روحانی زندگی مراد ہے۔ الٰہی ابوت کا تعلق جسم کی فطری بنیاد پر نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی بنیاد و اساس پر ہے نہ کہ خلق و ملک و پرورش و حکمرانی پر۔ (ملخصاً صفحہ ۱۴۵)

ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جسمانی لحاظ سے بھی ہمارا رب ہے اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی ہمارا رب ہے۔ اور لفظ ربّ بہ نسبت لفظ ابّ کے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے اور بہ نسبت ابّ۔ ابا و باپ کے لفظ کے زیادہ احساسِ محبت و قرب کا اظہار کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی لئے اب کی بجائے ربّ کا لفظ آیا ہے۔ اور اس کا لطیف پاکیزہ وسیع و جامع مفہوم کسی اور لفظ اب و ابا وغیرہ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ تصورِ ربّ تصورِ ابّ سے ممتاز و فائق ہے یہ لفظ اس کی لازوال و بیکراں محبت کو ظاہر کرتا ہے جو انسانی فہم و ادراک سے بالا ہے۔ انجیل کا کوئی لفظ بھی اس مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا۔ یہ بھی قرآن کریم کی ایک خصوصیت و امتیاز ہے کہ اس نے ایک لفظ اس دائمی و جامع و عالمگیر و کامل محبت کے لئے رکھا ہے جس سے انجیل قاصر ہے۔ یہ لفظ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نوعِ انسان کی اپنی عام و خاص ربوبیت کر رہا ہے جو وسیع جسمانی ربوبیت و اخلاقی ربوبیت و مشفق ہمارا ہے بلکہ دنیوی و دینی و اخروی ربوبیت بھی اس کے اندر آ جاتی ہے۔ اس کا فیضان کسی لحاظ سے بھی باپ کے فیض کی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس کا فیضان کل عالمین پر حاوی ہے اور تینوں زمانوں میں ساری ہے جبکہ باپ کی تربیت بہت ہی محدود دائرہ کے اندر رہتی ہے۔

پادری صاحب موصوف نے ایک بات یہ لکھی ہے کہ خدا جبار و قہار و ذوالانتقام نہیں وہ نرا محبت ہے۔ گویا وہ اس کے عدل و انتقام و خوف و رعب و ترہیب و تخویف و ہیبت و دہشت سے انکاری ہیں۔ مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ بات خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت و افعال و اعمال و سنت قدیمہ کے خلاف ہے اور بائبل کے بیان کے بھی منافی ہے۔ پادری صاحب موصوف کو بائبل کا بھی علم نہیں۔ اگر علم ہوتا تو وہ ایسی کمزور و خلافِ واقعہ و عقل بات تحریر نہ کرتے۔ میں ان کو انجیل کی تاکستان والی تمثیل کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ بیٹے کے قتل کے بعد جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا (متی باب ۲۱ نمبر ۴۰-۴۱)

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کا باپ یعنی خدا بدکاروں کو سزا بھی دیتا ہے۔ اور ان سے انتقام بھی لیتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح کہ زید و بکر کا باپ اگر ان سے محبت کرتا ہے تو ان کے برے اعمال پر ان کو تنبیہ و سرزنش بھی کرتا ہے۔ اس کے پیشِ نظر اصلاح ہوتی ہے بصورت دیگرے اسے محروم الارث قرار دے دیتا ہے

اسی طرح مکاشفات میں لکھا ہے کہ بڑا شہر بابل جو زمین کے بادشاہوں پر حکومت کرتا ہے تباہ کر دیا جائے گا اور ایک بڑا بھونچال اس کو پیوند خاک و خاکستر بنا دے گا۔ لکھا ہے "اے بڑے شہر اے بابل۔ اے مضبوط شہر افسوس! افسوس! گھڑی ہی بھر میں تجھے سزا مل گئی" (مکاشفہ باب ۱۸ آیت ۱۰)

پھر لکھا ہے:-

افسوس! افسوس! وہ بڑا شہر جس
کی دولت سے سمندر کے سب جہاز والے
دولت مند ہو گئے گھڑی ہی بھر میں
اجڑ گیا۔ اے آسمان اور اے مقدسو
اور رسولو اور نبیو! اس پر خوشی کرو
کیونکہ خدا نے انصاف کر کے اس سے
تمہارا بدلہ لے لیا۔

مکاشفات باب ۱۸ نمبر ۱۹-۲۰)

دیکھا یہ ہے خدا کا انتقام و قہر و عذاب جو جلد آنے والا ہے جس کا بائبل کو اعتراف مگر پادری صاحب کو انکار ہے۔ پادری صاحب کو یاد نہیں کہ بائبل میں یہود پر اس کے کس قدر غضب و عذاب کا ذکر ہے اور کس قدر اس کے قہر و جباریت اور انتقام کا اظہار ہے۔ وہ ذرا بائبل کو کھول کر پھر ایک دفعہ مطالعہ فرما دیں۔ اگر خدا ذوالانتقام نہیں تو اس نے نبیوں کے ذریعہ سے اول پیشگوئیاں کیوں کرائیں اور پھر متواتر عذاب بھیج بھیج کر یروشلم کی دشمنوں کے ذریعہ سے اینٹ سے اینٹ کیوں بجواتا رہا۔ اور ساتھ ہی یہود کو تباہ و برباد کرتا رہا۔

اصل بات یہ ہے کہ پادری صاحب موصوف نے اس نکتہ کو سمجھا ہی نہیں کہ نری محبت کافی نہیں اس کے ساتھ ہیبت و دہشت و تخویف و رعب بھی ضروری ہے۔ ورنہ صرف محبت ہو تو اصلاح ناممکن ہے۔ ایک شہنشاہ ہی کو دیکھ لو کہ اگر اس میں محبت ہی محبت ہو اور دوسرا پہلو خوف کا نہ ہو تو اس کی محبت کیا رنگ لاتی ہے اس کی سلطنت چل ہی نہیں سکتی، جب تک دوسرا پہلو ساتھ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں خدا تعالیٰ کے رحم کا بار بار ذکر کیا ہے اس کے غضب و خوف و معیت کا بھی ذکر کیا ہے تا اس طرف سے انسان غافل ہو کر نڈر و بیباک و گستاخ ہو کر نافرمانی و سرکشی میں نہ بڑھ جائے پس یہ پہلو نہ صرف خدا میں موجود ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اس کا ظہور سرکشوں کی سزا یابی اور سرکشوں پر عملاً سرزنش بھی کرتا اور ان کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے ورنہ اس کے بغیر ان کی سرکشی و تمرد میں کبھی کمی نہیں آ سکتی۔

بہرحال خدا تعالیٰ رب ہونے کی وجہ سے نہ صرف انسان کا محسنِ اعظم و محبِ کامل ہے بلکہ وہ تمام کائنات کا رب ہونے کی وجہ سے ان کا دائمی مربی ہے اور یہ صفت باپ کے اندر کسی صورت میں اس کامل و جامع و دائمی و عالمگیر صورت میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن کے تصورِ ربّ کے سامنے اب۔ ابا۔ باپ کا انجیلی تصور پاسنگ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ تورات و انجیل جن کا دائرہ صرف یہود تک محدود تھا وہ ان رب العالمین کی مذکورہ بالا توضیحات و تشریحات واضح نہ کر سکتی تھیں جو قرآن کریم نے ساری قوموں کی طرف آمد کا اعلان کر کے واضح کی ہیں۔

رہا تلاشِ گنہگار کا پہلو۔ تو یہ ادنیٰ پہلو ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ پہلو ہے کہ خدا انسان کو منازلِ ارتقائی میں سے گزار کر بلند سے بلند مقام عطا کرنے والا ہے۔ ربّ کے لفظ میں جو ربوبیت کا ذکر ہے اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ ترقی کی منازل میں سے گزار کر کمال تک لے جانے والا ہے۔ گویا اس میں ارتقاء و تکمیل کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی یہ صفت اور پھر اس کے مطابق اس کا عمل تلاشِ مضور وار کے مفہوم و تصور سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وہ تو صرف ابتدائی مرحلہ ہے۔ مگر ربّ کا لفظ اس سے کہیں وسیع مطالب اپنے اندر رکھتا ہے جو اب و باپ کا لفظ نہیں رکھتا۔

بقول پادری صاحب موصوف لفظ باپ جو انجیل میں خدا کے لئے استعمال کیا گیا ہے صرف انسانوں تک محدود ہے۔ باقی کائنات کا وہ باپ نہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں رب کا لفظ قرآنی کل کائنات کی بھی ربوبیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لئے اسے رب العالمین قرار دیا گیا ہے۔ عالمین میں انسانوں کے عالم کے سوا باقی سب عالم شامل ہیں۔ قرآن کریم میں اس تمام کائناتِ عالم سے تعلق رکھنے والی خدا تعالیٰ کی کل صفات سو سوا سو بیان ہوئی ہیں۔ سورہ فاتحہ قرآنِ کریم کا متن ہے اور باقی قرآن کریم اس کی تفسیر و تشریح ہے۔ یہ کل صفات سورۂ فاتحہ میں چار صفات میں محدود کر دی گئی ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ سارے قرآن کریم میں جو صفات آتی ہیں وہ ان چار صفات کی تفسیر ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان چار صفات سے ہر ایک صفت کس قدر صفاتِ الٰہیہ کی حامل ہے۔ صفتِ ربّ ہی کو لے لیں اس میں خلق اور علم و قدرت و پرورش و اندازہ وغیرہ صفات آ جاتی ہیں پس جو صفتِ ربوبیت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے وہ کل صفات پر غور کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ یہ صفت کس قدر صفات کی جامع ہے اور پھر قرآن کریم ہی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ صفت کس کس رنگ میں اپنا کام کر رہی اور کس کس طرح اپنا ظہور دکھا رہی ہے۔ اس طرح جانچنے اور غور و فکر و تدبر کرنے سے اس صفتِ ربّ کی وسعت و ہمہ گیری و دوام کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور آسانی سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ صفتِ ابوّت اس کے مقابلہ میں بالکل معمولی و عامیانہ صفت معلوم دیتی ہے۔ پس اگر ہر قسم کی کامل و دائمی محبت ظاہر ہو سکتی ہے تو صفتِ ربّ ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے نہ کہ صفتِ ابوّت یعنی باپ یا آبا و اب کے لفظ کے ذریعہ سے۔

پھر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ قادر و قدیر ہے۔ منکرین کی طرف سے اس کی اس صفت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اگر قادر و قدیر ہے اور ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے تو چیزوں کے پیدا کرنے میں دیر کیوں لگتی ہے۔ وہ جلد ظہور میں کیوں نہیں آ جاتیں۔ ان کے اس اعتراض کا جواب صفتِ ربوبیت دیتی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ خدا اگر قادر و قدیر ہے تو وہ رب بھی ہے۔ اور صفتِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ حسبِ موقع وہ اشیاء کو آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ پیدا کرے۔ اور کمال کی طرف لے جائے اگر ہر جگہ وہ عجلت سے کام لیتا اور اس کی صفت ربوبیت نہ ہوتی تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ مرد و عورت ملتے ہی نہ صرف یہ کہ پیٹ میں بچہ پورا کامل ہو جاتا بلکہ وہ جوان ہو کر بوڑھا اور عمر پوری کر کے باہر نکل آتا۔ اس تصور سے ہر ایک آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح کس قسم کی خرابیاں پیدا ہوتیں اور سارا نظام بگڑ جاتا اور اس کا کوئی بھی فائدہ نہ رہتا۔ بیشک خدا تعالیٰ ‎[illegible]‎ اور قادر ہے اور وہ جلد بھی کام کر لیتا ہے۔ مگر

حسبِ ضرورت و حسبِ موقع. جیسا کہ زلزلہ فوراً آ جاتا اور بجلی فوراً تباہی ڈال دیتی ہے. بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں اسے تدریجاً کام کرنا ہوتا ہے. اور یہ اس کی صفتِ ربوبیت کے تحت سرانجام پاتا رہتا ہے. اور اس سے دنیا کا نظام قائم رہتا ہے اور اس سے اچھے نتائج برآمد ہوتے رہتے اور ان سے اس کی مخلوق فائدہ اٹھاتی رہتی ہے. یہ ہے صفتِ ربوبیت کا کمال. بھلا صفتِ ابوّت اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے

اب ہم اب و ربّ کے تصور کا بیان حضرت مسیح ثانی علیہ السلام کے ایک نوٹ پر ختم کرتے ہیں حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے :-

"مربّی. قیّم. منعم. متمّم خدا تعالے کے ان فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اس کے بندوں پر جاری ہیں. چنانچہ مربّی کا لفظ لغتاً ہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں. اور کامل طور پر تربیتِ حقیقی یہ ہے کہ جس قدر خلقتِ انسان کے شعبے باعتبارِ جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام شاخوں کی پرورش ہو. . . . .

. . . .

. . . . اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو. ایسا ہی جس نقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کے مبادی شروع ہوتے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا ہے اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے. پس اس سے معلوم ہوا کہ لغتِ عرب کے رُو سے ربوبیت کے معنی نہایت ہی وسیع ہیں. اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمالِ تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے اور خالق وغیرہ الفاظ رب کے اسم کی شرح ہیں.

اور قیّم کے معنی ہر انعام کو تکمیل تک پہنچانے والا اور متمّم کے بھی یہ معنی ہیں کہ ہر ایک قسم کا انعام و اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رُو سے پا سکتی ہے اور بالطبع اس نعمت کی خواہاں ہے وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہر ایک مخلوق اپنے کمالِ تام کو پہنچ جائے جیسا کہ

اللہ جلّ شانہٗ ایک جگہ فرماتا ہے رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی. یعنی وہ خدا جس نے ہر ایک چیز کو اس کے مناسبِ حال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالاتِ مطلوبہ کے لئے رہنمائی کی پس یہ انعام ہے کہ ہر ایک چیز کو اول اس کے وجود کی رو سے وہ تمام قویٰ وغیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے. پھر اس کے حالاتِ مترقبہ کے حصول کے لئے اس کو راہیں دکھائی جائیں. اور متمّم کے یہ معنی ہیں کہ سلسلۂ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے. اور ہر ایک پہلو سے اس کو کمال تک پہنچا یا جائے سو ربّ کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اول میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے. اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ انگریز عیسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالے کا نام باپ بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور قرآن کریم میں یہ نام نہیں آیا. مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے. کیونکہ ہر ایک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے. اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اس کو نہیں دے سکی. اسی وجہ سے خدا تعالے کا کلام بھی لغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہلِ عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اوّل لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ خلعت کہاں تک اس کو عطا کی ہے. اب اس فائدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ اب یعنی باپ کا لفظ لغت کی رو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی الحقیقت وہ ہے جو انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تب اس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا اب یعنی باپ ہے. اور اگر ایسی صورت ہو کہ خدائے قادرِ مطلق کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا. خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحمِ عظیم سے مناسبِ حال اس کے انعام کرنے والا اور خود حافظ اور قیوم ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو اب یعنی باپ کے لفظ سے یاد کیا جائے بلکہ لغت نے اس کے لئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو ربّ کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رُو سے بیان کر چکے ہیں اور ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آتے ہیں. پس اس تحقیق سے ظاہر کہ اب یعنی باپ کا لفظ خدا تعالے کی نسبت استعمال کرنا ایک سوءِ ادب اور ہجو میں داخل ہے اور جن لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ خدا تعالے کو اب کر کے پکارتے تھے. اور در حقیقت جناب الٰہی کو اپنا باپ ہی یقین کرتے تھے. انہوں نے نہایت مکروہ اور جھوٹا الزام ابن مریم پر لگایا ہے کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح اس نادانی کے مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں ناطاقتی اور کمزوری اور بے اختیاری ہر ایک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جلّ شانہٗ کی نسبت اختیار کریں. . . . اب کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں. مثلاً ایک بکرا جو بکری پر جست کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے. یا ایک نر بیل جو گائے پر جست کرکے اور اپنی شہوات کا کام پورا کر کے الگ ہو جاتا ہے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے خیالی میں بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو. یا ایک سؤر جس کو شہوات کا نہایت زور ہوتا ہے اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور خنزیر زاد زمین پر کثرت سے پھیل جائیں اور نہ اس کو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں تو بلاشبہ سؤر وغیرہ اپنے بچوں کے اب کہلائیں گے.

اب جبکہ اب کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رُو سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگزاری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہو جائے یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو. اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ اب کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا خیال بھی شرط نہیں اور اس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے بلکہ وہ اس ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رُو سے اب یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اس قادرِ مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرتِ کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیونکر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو بکرے پر بولا گیا. بیل پر بولا گیا. سؤر پر بولا گیا وہ خدا تعالے پر بھی بولا جائے. یہ کیسی بے ادبی ہے جس سے مادان عیسائی باز نہیں آتے نہ ان کو شرم باقی رہی نہ حیا باقی رہی. نہ انسانیت کی سمجھ باقی رہی. کفارہ کا مسئلہ کچھ ایسا ان کی انسانی قوتوں پر فالج کی طرح گرا کہ بالکل نکما اور بے حس کر دیا."

(حاشیہ منن الرحمٰن صفحہ ۲)

پس جبکہ اب کا لفظ جائز اور ناجائز ہر قسم کے باپ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اسکا اسکے تصور میں ناجائز باپ ہونے کے مفہوم کا بھی امکان ہے تو اس کے ساتھ قدوسیت کہاں ملازم رہا. لہٰذا اللہ تعالےٰ کی مقدس و برتر ذات کے متعلق ایسے لفظ کو استعمال کرنا قطعاً جائز نہیں. اللہ تعالے پادری صاحبان و عیسائی بھائیوں کو ان نکات کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

تُوَفّی اور رَفع

مولانا حالی اور علامہ اقبال کی نظر میں

مکرم یعقوب امجد صاحب

حضرت خاتم الانبیاء کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد مسیح دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب الہام ربّانی کی روشنی میں حضرت مسیح ناصری کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ؎

داخلِ جنّت ہُوا وہ محترم

تو مخالفت کا ایک طوفان اُٹھا حالانکہ وفاتِ مسیح کا عقیدہ صحابہؓ اور اکابرینِ امت کے نزدیک مسلّم تھا۔ ان کے بعد ہر دور کی سعید روحوں نے کسی نہ کسی انداز میں مسیحِ ناصریؑ کی وفات ہی کو حیاتِ اسلام کے مترادف قرار دیا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے کوئی عالمانہ انداز یا مفتیانہ شان نہیں دکھائی۔ لیکن جب بھی حقیقت ان کے سامنے بے نقاب ہوئی تو بے ساختہ ان کے قلم سے ٹپکتی رہی۔

متاخرین میں مولانا حالی اور علامہ اقبال کے نام علمی و ادبی دنیا میں مستند مانے گئے ہیں۔ ان دونوں کے قلم سے یہ حقیقت صفحۂ قرطاس پر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ چنانچہ مولانا حالی اپنی معروف کتاب "حیاتِ جاوید" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اگرچہ سرسیّد کی وفات کی بے شمار تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن دو عربی مادے عجیب و غریب نکلے ہیں ایک غفرلہٗ اور دوسری قرآن مجید کی یہ آیت اِنِّی مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَھِّرُکَ"

اسی جگہ حاشیے پر اس آیت کا ترجمہ یوں درج فرمایا ہے:-

"اس آیت میں عیسیٰ کی طرف خطاب ہے جس میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت دینے والا ہوں اور اپنی طرف اُٹھا لینے والا ہوں اور تجھ کو کافروں کے اتہام سے پاک کرنے والا ہوں"

(حیاتِ جاوید صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ ۱۹۰۳ء مطبع مفیدِ عام آگرہ)

مولانا حالی نے مذکورہ تاریخی مادّہ کے ساتھ کسی کا نام درج نہیں فرمایا۔ اس لئے اس کے بعد یہ جستجو رہی کہ کس طرح یہ عقدہ حل کیا جائے کہ یہ کن صاحبوں کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ چند روز ہوئے بعض کتابوں کا سرسری مطالعہ کر رہا تھا کہ دفعتہً باقیاتِ اقبال کا ایک جائزہ لیا۔ اس جائزے کے دوران علامہ اقبال کے تاریخی قطعات اور مادے نظر سے گزرے۔ ان تاریخی مادوں میں سب سے پہلے ایک تاریخی مادے کا اندراج یوں تھا

سرسید احمد

تاریخ وفات ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء

اِنِّی مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَھِّرُکَ

۱۳۱۵ھ

اس مادّے کے اندراج کے بعد فاضل مرتب جناب محمد عبد اللہ صاحب قریشی نے بطور استناد یوں رقم فرمایا ہے:-

"مولانا حالی مرحوم نے "حیات جاوید" میں اس تاریخ کا ذکر تو کیا ہے مگر نام نہیں بتایا۔ منشی وجاہت حسین جھنجھانوی نے جو کتاب بنام "سرسید کا ماتم" شائع کی تھی اس میں یہ صاف لکھا تھا کہ "یہ تاریخ منشی محمد اقبال صاحب طالبعلم گورنمنٹ کالج لاہور تلمیذ حضرت داغ کی ہے ...."

(باقیاتِ اقبال صفحہ ۴۷۹ مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی مطبوعہ ۱۹۶۶ء)

اس تاریخی مادے کا استخراج اور پھر حالیؔ مرحوم کا اندراج اس بات کی دلیل ہے کہ حالیؔ اور اقبالؔ دونوں نے اس آیت کے مفہوم کو سمجھا ہے جس سے تاریخی مادے کا استخراج ہوا ہے۔ اگر "توفی" اور "رفع" کے معنوں میں اختلاف کی گنجائش ہوتی تو یہ استخراج ہرگز درست نہ ہوتا۔ پس حالیؔ اور اقبال نے بالواسطہ اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ توفی اور رفع ہر انسان کے لئے ایک سا ہوتا ہے اور ان کے معنے موت اور روحانی ارتفاع کے ہیں۔

ھٰذا ھو المطلوب

درخواستِ دعا

مجھے معدہ کی تکلیف رہی ہے جو کچھ عرصہ تک ٹھیک رہنے کے بعد اب پھر عود کر رہی ہے احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے

خاکسار حکیم میر غلام محمد صدر جماعت باڑی پورہ کشمیر

لنڈن کا "ہولی ٹرنٹی چرچ" گانے بجانے کا مرکز بننے لگا

مغرب میں عیسائیت کی ناکامی اور اس سے عوام کی بیزاری کا ایک اور تازہ ثبوت!

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ عیسائیت مغرب میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے اور عوام اس سے اس درجہ بددل اور بیزار ہو چکے ہیں کہ انہوں نے گرجاؤں میں عبادت کے لئے آنا ہی ترک کر دیا ہے۔ چنانچہ انگلستان اور بعض دوسرے مغربی ممالک میں لاتعداد گرجا گھر بند پڑے ہیں۔ ان کی عمارتیں نیلام ہونے اور انہیں ناچ گھروں اور شراب خانوں میں تبدیل کرنے کی خبریں آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

حال ہی میں انگلستان کے مشہور اخبار "دی گارڈین" کی ۱۹ مئی ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں بعنوان "چرچ کا نیا مصرف" ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ساؤتھ وارک لنڈن کے "ہولی ٹرنٹی چرچ" کو جو عرصہ سے بند پڑا ہے گانے بجانے اور موسیقی میں مہارت حاصل کرنے کے ایک مرکز میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ موسیقی کو فروغ دینے والی دو تنظیمیں چرچ کی عمارت کو موسیقی کے مرکز میں تبدیل کرنے پر کم و بیش اڑھائی لاکھ پونڈ خرچ کریں گی۔ خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"ساؤتھ وارک لنڈن کا ہولی ٹرنٹی چرچ ۱۹۵۹ء سے بیکار پڑا ہے اور اسے بطور چرچ استعمال نہیں کیا جا رہا۔ اب اسے "ریہرسل ہال" (موسیقی وغیرہ کی مشق کیلئے مخصوص ہال) اور ریکارڈنگ سٹوڈیو (فن کاروں کی آوازیں ریکارڈ کرنے کے مرکز) میں تبدیل کر دیا جائیگا۔ ایک سکیم یہ بھی تھی کہ اس چرچ کو سات نہایت پُرعیش و پُرآرائش فلیٹس (رہائشی مکانوں) اور پیراکی کے حوض میں تبدیل کر دیا جائے لیکن کلیسیا کے کمشنرز نے چرچ کی قسمت کا فیصلہ کرتے وقت اس سکیم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسے ریہرسل ہال اور ریکارڈنگ سٹوڈیو میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے

موسیقی سے محبت رکھنے اور اسے فروغ دینے والی دو تنظیموں

(1) London Symphony Orchestra

(2) London Philharmonic Orchestra

نے گزشتہ ماہ اعلان کیا تھا کہ چرچ کو گانے بجانے کے مرکز میں تبدیل کرنے کے لئے اڑھائی لاکھ پونڈ درکار ہوں گے۔ اس رقم میں سے انہوں نے ایک لاکھ پونڈ چندوں کی شکل میں جمع کر لئے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہوگا کہ موسیقی کی ان ہر دو تنظیموں کو اپنا ایک مستقل اور آراستہ و پیراستہ ریہرسل ہال میسر آئے گا

کلیسیا کے کمشنرز چرچ کی عمارت کو اس مصرف میں لانے کی غرض سے منصوبہ کا ایک نیا ڈرافٹ جاری کریں گے۔ جسے شائع کر دیا جائے گا۔ تاکہ اگر کسی نے اس کے خلاف کوئی عرض معروض کرنی ہو تو کر سکے اور اگر اس مرحلہ میں سے گزرنے کے بعد یہ سکیم بروئے کار آئی تو اس پر عملدرآمد سے قبل اس کے لئے "آرڈر ان کونسل" کی تصدیق مطلوب ہوگی"

(دی گارڈین بابت ۱۹ مئی ۱۹۷۲ء صفحہ ۳)

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیداران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے ان بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ادائیگی زکوٰۃ کا تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں بھی جہاں اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم آیا ہے وہاں اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست اسلام کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں اور بغیر کسی تحریک کے اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض احباب ایسے بھی ہیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن یا تو مسائلِ زکوٰۃ سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اپنی غفلت کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے۔ لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر ایسے احباب کا جائزہ لے کر تحریک فرماتے رہا کریں۔ نظارت ہذا نے ایک رسالہ "مسائل زکوٰۃ" چھپوایا ہوا ہے جو تمام جماعتوں کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھجوا دیا جا چکا ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر بلا قیمت بھجوا دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

قسط ۱

"سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے"

(المسیح الموعود)

از عزیز محمد حمید صاحب کوثر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ جب انبیاء کرام کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو ان کو زبردست دلائل عقلیہ و نقلیہ سے بہرہ ور فرماتا ہے تاکہ وہ طاغوتی طاقتوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دے سکیں اور ان کو نہ صرف اپنی صداقت بلکہ ہستی باری تعالیٰ کی صداقت کا قائل بنا سکیں۔ ہمارے اس بیان کو اس آیت سے تقویت پہنچتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے یوں فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ ..... الخ ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں ہی وحی دے کر بھیجا تاکہ وہ انہیں ہماری باتیں کھول کر بتائے پھر (اس تدبیر کے بعد) اللہ جسے ہلاک کرنا چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے اور جسے کامیاب کرنا چاہتا ہے اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور وہ کامل طور پر غالب اور صاحب حکمت ہے۔ چنانچہ

۱۔ اسی اصل کے تحت ۱۸۸۰ء میں آنحضرت صلعم کا ظل کامل جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جرنیل اسلام مذہبی دنیا کے اسلام پر اس وقت طلوع ہوا جب کہ اسلام سخت کمزوری کی حالت میں تھا اور دشمن اس پر حملہ آور تھے آپ نے کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ دفاع اسلام کا کام شروع کیا اور فرمایا:۔

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی ان دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آ گیا۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔ مگر واضح رہے کہ اگر اپنی کتاب کی دلائل معقولہ پیش کرنے سے عاجز اور قاصر رہیں یا برعایت شرط اشتہار کی خمس تک پیش نہ کر سکیں تو اس حالت میں بصراحت تمام تحریر کرنا ہوگا جو بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے تمام مجموعہ دلائل کا بغیر کسی تفریق اور امتیاز کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس پیش کر دیا جائے بلکہ یہ شرط ہر ایک صنف کی دلائل سے متعلق ہے اور ہر صنف کے براہین میں سے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس پیش کرنا ہوگا۔"

(اشتہار براہین احمدیہ حصہ اول)

ناظرین کرام! حضورؑ اس پر شوکت اعلان کے بعد کم و بیش ربع صدی زندہ رہے اور آج پون صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ زمین و آسمان شاہد ہیں کہ کسی کو اس کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کے سامنے آتا اور دس ہزار روپے (آج جس کی قیمت تقریباً چار لاکھ سے زیادہ ہے) لینے کی جرأت کرتا۔ اور آنحضرت کے یہ الفاظ کہ یفیض المال (وسلم) کہ آنے والا مسیح مال کو تقسیم کرے گا، واضح رنگ میں پورے ہوئے

اگرچہ موجودہ زمانہ کے مذہبی نمایندگان کا یہ دعوےٰ ہے کہ جو حقائق و معارف ان کی الہامی یا مذہبی کتب نے پیش کئے دنیا کی کسی کتاب میں پیش نہیں کئے گئے مگر اس فاتح جرنیل کے مذکورہ اعلان پر سب نے سکوت اختیار کیا

یہی وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کی بابت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے رسالہ اشاعۃ السنہ میں یہ ریویو لکھا:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور اس کا مؤلف اسلام کی مالی جانی قلمی لسانی و حالی قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو اگر کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ کیا گیا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی وغیرہ کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلے میں اس مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۷)

۲۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک مذہبی جلسہ منعقد کئے جانے کا فیصلہ ہوا جس میں ہندوستان کے تمام مذاہب کے علماء و فضلاء، پادری و پنڈت صاحبان کو پانچ مجوزہ مضامین کے متعلق اپنی الہامی کتاب کی روشنی میں مضمون بیان کرنے اور اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی دعوت دی گئی علاوہ دیگر نمایندگان مذاہب کے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی مدعو کیا گیا۔ چنانچہ آپؑ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور جلسے میں مقررہ عنوانوں پر مضمون پیش کرنے کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی حضورؑ نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر اس بات کو بھی مشتہر فرمایا کہ اس جلسے میں میرا ہی مضمون بالا رہے گا چنانچہ حضورؑ کا مضمون بھی اس جلسے میں پڑھا گیا جس کی بابت جلسے کے سیکرٹری جناب دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب کتاب "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" (دھرم مہوتسو) میں لکھتے ہیں:۔

"پنڈت گوردھن داس کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع ہال جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا۔ اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤسا، عمائد پنجاب، علماء، فضلا، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ اور ڈاکٹر غرض کہ اعلیٰ طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے۔ ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ دلچسپی پیدا ہو گئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون نہ ختم ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت مقررہ کے گزرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دے دیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرۂ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانی تھی لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کارروائی ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا"

(باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم ایم اے باقی صاحب ایم اے صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ (بہار) پیٹ کے مرض سے علیل ہیں جس سے تکلیف اور کمزوری ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان کرام ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۲۔ خاکسار کے خسر محترم بابو عبد الرزاق صاحب گونڈہ۔ بوجہ فالج کافی عرصہ سے فراش ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا کر کے ممنون فرماویں۔

خاکسار بشیر احمد طاہر

مہتمم مدرسہ احمدیہ قادیان

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کیلئے

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اول ختم ہو چکی ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو سہ ماہی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ موجودہ تین ماہ کے علاوہ سابقہ بقایا میں بھی لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم ہیں عہدہ داران مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور علیہ السلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعتی نظام سے فارغ قرار دے چکے ہیں۔ لہذا جملہ بقایا دار افراد کو چاہیئے کہ وہ حضورؑ کے اصولی ارشاد کی روشنی میں اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کا جلد جائزہ لیں اور اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے بلکہ گزشتہ بقایا کی ادائیگی کی طرف بھی عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے تا کہ ان کے چندہ جات کا حساب صاف ہو سکے۔

عہدہ داران مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ بقایا کی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جد و جہد کریں تا کہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام جماعتوں سے سو فیصدی چندہ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور عہدیداران کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی صحیح رنگ میں توفیق عطا فرمائے۔ اور سب کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

وہ دن آگئے ہیں جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوگی (المصلح الموعودؓ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر تبلیغ و تربیت کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے وقف جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا تا کہ تبلیغِ اسلام کے کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے اور اسلام کی روحانی سربلندی کا وقت جلد تر قریب آجائے۔ اس موقعہ پر حضور رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔

"وہ دن آگئے ہیں جب، ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہو گی۔ اگر اس میں آپ کا حصہ نہیں ہوگا تو کتنی بدبختی ہوگی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کے بڑھنے کا دن دیکھو تو دعاؤں اور قربانیوں میں لگ جاؤ تا کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔ اور جو کام ہم نے مل کر شروع کیا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے کامیاب طور پر پورا ہوتا دیکھیں"۔

حضورؓ نے مزید فرمایا:۔

"میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ جماعت خدا کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے کے خرچ کی متقاضی ہے۔ پس میں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارے میں دعاؤں سے کام لیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں بھی پیش کریں تا کہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جائے"۔

امید ہے کہ بھارت کے مخلص احباب و خواتین اپنے پیارے آقا رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات پر صدقِ دل کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے چندہ وقفِ جدید کی جلد ادائیگی کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

خط و کتابت کرتے ہوئے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے (مینیجر بدر)

اسلام کی عالمگیر امتیازی شان

بقیہ صفحہ اول

آج اگر ساری قومیں اس صداقت کو اپنا لیں تو مذہبی دنیا میں اتفاق و اتحاد کی عمارت استوار ہو جاتی ہے۔ سب نبیوں کی عزتیں محفوظ ہو جاتی ہیں۔

دوسری قومیں اس زرّین اصول کی قدر کو جانیں یا نہ جانیں، مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو عملی طور پر اپنائیں اور ہر قوم کے مقدس انسانوں کی عزت کریں۔ ان کی اچھی باتوں کو اختیار کریں۔ اور علم و روحانیت کے جو سوتے مختلف قوموں میں پھوٹے تھے ان کی بھی اپنے رنگ میں قدر کریں تاہم یہ صداقت اپنی جگہ پر قائم و دائم ہے کہ قرآنِ پاک تمام آسمانی صداقتوں کا جامع ہے۔ اور اس کی پیروی کے بغیر آج انسان نجات نہیں پا سکتا۔

قرآن مجید کا یہ اصول جس طرح اس کی عظمت و انفرادیت کا شاہد ہے اسی طرح احمدیت کا اس کو اس زمانہ میں اپنا کر اس پر عمل پیرا ہونا اور اس کی بنیاد پر ساری قوموں میں تبلیغِ اسلام کرنا اس کا خاص امتیاز ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا یادگیر میں ورودِ مسعود

بقیہ صفحہ نمبر ۲

آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اتنا بابرکت اور خوبصورت بنایا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ سے محبت کی اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا۔ اور اس نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا کہ اگر تم میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مقام ملا وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور عشق کے نتیجہ میں ملا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض اہم پیشگوئیوں کا تذکرہ فرمایا اور دعا کے ساتھ یہ تقریب خیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

۳۰ جولائی بروز پیر شام چھ بجے آپ یادگیر سے واپس حیدر آباد روانہ ہوئے۔ تمام احباب جماعت نے آپ کو پُرنم آنکھوں سے وداع کیا۔ روانگی سے قبل آپ نے سب دوستوں کو شرفِ معانقہ بخشا اور پُرجوش اسلامی نعروں کی گونج میں یہ قافلہ روانہ ہوا اور نصف رات تک حیدر آباد پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ضرورت کوائفِ رشتہ و ناطہ

تمام جماعتوں کے صدر صاحبان اور ان افراد کی خدمت میں بھی جن کا کسی جماعت کی بجائے براہِ راست مرکز کے ساتھ تعلق ہے فارم کوائفِ رشتہ ناطہ نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائے جا رہے ہیں۔ آج کل احباب جماعت کو اپنے بچوں کے رشتے طے کرنے کرانے میں بہت سی دقتیں اور پریشانیاں لاحق ہیں۔ جن کا حل سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمام احباب انفرادی یا جماعتی طور پر قابلِ شادی اناث و ذکور کے کوائف مرکز کو بہم پہنچائیں۔ جنہیں ریکارڈ کر کے نظارت ہذا انشاء اللہ پوری توجہ اور تندہی سے مناسب کارروائی عمل میں لائے گی۔ امید ہے کہ احباب نظارت ہذا کے ساتھ کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جس جماعت یا دوست کو فارم کوائفِ رشتہ ناطہ نہ مل سکے وہ دفتر سے دوبارہ طلب کر سکتے ہیں۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

بدر کی اعانت ہر احمدی کا قومی فرض ہے (مینیجر بدر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اکیاسیویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلّغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی آخری تنبیہ

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت میں تبلیغ کے متعلق خطرناک طور پر سُستی پائی جاتی ہے۔ جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔"

"ہماری جماعت کا ہر سیکرٹری، ہر خطیب اس کو دوہراتا ہے کہ ہندوستان کی جماعت بڑھاؤ ورنہ خطرہ ہے کہ وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو تیرہ سو سال کے بعد آئی ایسے ہاتھوں میں چلی جائے جو اس کو ناپاک کر دیں۔"

خدا تعالیٰ نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ ہم اپنی جانوں اور مال سے اس کے دین کی تبلیغ کریں۔ اس لئے ہمارے مرد و زن پر فرض ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک جدید کے وعدوں کو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کا کام صحیح رنگ میں انجام دیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
۵۸/۱ فیرس لین۔ کلکتہ ۱۲
کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔
AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA -12

قادیان میں آزادی کی سلور جوبلی کے موقعہ پر شاندار تقریب

محترم جناب وشوامتر صاحب سیکرٹری ایم۔ ایل۔ اے بٹالہ کی شرکت

درویشان قادیان کی شمولیت اور نمائندہ جماعت کی تقریر

قادیان ۱۵ اگست۔ قادیان دارالامان میں بھارت کی ۲۶ ویں یوم آزادی کی سلور جوبلی کی تقریب احاطہ میونسپل کمیٹی میں شاندار طریق سے منائی گئی۔ ہزاروں مقامی اور مضافات کے مرد و زن اور بچوں نے تقریب کی رونق بڑھائی۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ تمام ناظران و افسران صدر انجمن احمدیہ اور درویشان کرام کی کثیر تعداد نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس قومی تہوار میں شرکت کرکے حب الوطنی کا عملی ثبوت دیا۔

سب سے پہلے جناب وشوامتر صاحب سیکرٹری ایم۔ ایل۔ اے۔ بٹالہ نے حسب پروگرام جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ پولیس کی گارد نے جھنڈے کو سلامی دی۔ اور تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر جھنڈے کا اعزاز کیا۔ بعد میں قومی ترانہ گایا گیا۔ اس وقت بھی سب لوگ سکوت کے ساتھ کھڑے رہے۔ اس تقریب میں دیش پیار کے گیت گائے گئے۔ جناب وشوامتر صاحب سیکرٹری نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم آج ایک عہد کرتے ہیں کہ ہمیں ملک سے غربت کا استیصال کرنا ہے۔ عدم مساوات کا خاتمہ کرنا ہے اور بھارت جو کہ ایکتا اور یکجہتی کا روپ ہے، کی خدمت اور مستقبل کی تعمیر کے لئے دوش بدوش کام کرنا ہے۔ اس کے بعد سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ نے حسب موقع یوم آزادی کے سلسلہ میں ضروری باتوں پر مختصر رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد صدر صاحب میونسپل کمیٹی نے احسن رنگ میں حاضرین کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر امور عامہ نے مختصر تقریر کی آپ نے دوران تقریر بتایا کہ آزادی کو حاصل کرنے کے بعد اس کو قائم اور برقرار رکھنا از حد ضروری ہے اس سلسلہ میں ہمارے نیتا جو بھی اہم قدم اٹھائیں ہمیں اُن کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

آزادی کی یہ پُر مسرت تقریب صبح ۹½ بجے شروع ہو کر ۱۲½ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

(نامہ نگار بدر)

سیکرٹریان امور عامہ توجہ فرمائیں!

ایک عرصہ سے دفتر نظارت امور عامہ میں جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے سیکرٹریان امور عامہ کی ماہانہ کارگزاری کے متعلق بہت کم رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے اکثر جماعتوں کے تنظیمی۔ اقتصادی اور معاشرتی حالات کا نظارت ہذا کو کوئی علم حاصل نہیں ہو رہا جبکہ ان حالات کا نظارت ہذا کے علم میں مستحضر رہنا ضروری ہے۔ اب تمام صدر صاحبان جماعت احمدیہ کے ذریعہ بارہ بارہ عدد فارم رپورٹ ماہانہ مع فارم فرائض سیکرٹریان امور عامہ اور فارم کوائف رشتہ ناطہ بھجوائے جا رہے ہیں (جس جماعت میں یہ فارم نہ پہنچیں وہ بذریعہ کارڈ اطلاع دے کر دوبارہ منگوا سکتی ہے) لہٰذا جملہ صدر صاحبان، سیکرٹریان امور عامہ سے ہر ماہ باقاعدہ اپنی تصدیق کے ساتھ ماہانہ رپورٹیں بھجوانے کا انتظام فرمادیں۔ اور جس جماعت میں اس عہدہ پر کوئی دوست منتخب نہیں ہوا وہاں صدر صاحبان خود کسی موزوں دوست [illegible] رپورٹیں بھجوایا کریں۔ نیز کوائف رشتہ ناطہ [illegible] فرصت میں مرتب کرکے بھجو[illegible] ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

ہر قسم کے پُرزے
پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔
کوالٹی اعلیٰ — نرخ واجبی
آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
فون نمبرز:- 23—1652 23—5222
تار کا پتہ:- "Autocentre"

درخواست ہائے دُعا

(۱) — والدہ مولوی حمید احمد صاحب پرویز قادیان چند دن ہوئے سیڑھی پر سے گر گئیں جس کی وجہ سے پاؤں میں موچ آگئی صحت کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۲) — والدہ عبداللطیف صاحب سندھی قادیان بھی کافی عرصہ سے علیل چلی آرہی ہیں قدرے افاقہ ہے۔ کامل صحت کے لئے جملہ بزرگان و احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر بدر)